انتہاپسندوں اور دہشت گردوں کا قلع قمع کرنا از بس ضروری ہے جس کا سبب غیر ملکی جارحیت ہے جس کی شروعات افغانستان میں روس کے بعد جارج بش نے کی اور پھر سانحہ 9/11 کا انتقام لینے کیلئے افغانستان پر چڑھائی کردی اور صدر صدام حسین کو ایٹمی ہتھیار رکھنے کے ناکردہ جرم میں سبق سکھانے کی خاطر عراق کو تباہ کرڈالا۔ صدر اوبامہ نے عراق اور افغانستان کی جنگیں ختم کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ شام، لیبیا اور یمن میں مداخلت کے مرتکب ہوئے جس سے مسلمان ممالک میں القاعدہ، النصرہ اور دیگر تنظیموں کی جانب سے سخت ردعمل آیا ہے اور پھر داعش جیسی انتہا پسند تنظیموں کی جانب سے انتقامی کاروائیوں کا آغاز ہوا ہے۔ افغان طالبان سے نمٹنے کے حوالے سے صدر ٹرمپ غلطی پر ہیں کیونکہ وہ انہیں دہشت گرد سمجھتے ہیں جبکہ وہ حریت پسند ہیں اور گذشتہ پینتیس برسوں سے اپنے وطن کو غیر ملکی تسلط سے آزاد کرانے کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ خطے میں پائیدار امن کا قیام اسی وقت ممکن ہے جب ٹرمپ اس زمینی حقیقت کو سمجھ لیں گے۔

امریکی سیاست میں یہودی لابی کو طاقتور حیثیت حاصل ہے۔ فلسطین کے حوالے سے "دو ریاستوں" کے قیام کے ایجنڈے کی تائید اور فلسطینی اتھارٹی کو 220 ملین ڈالر کا عطیہ دینے پر یہودی سخت ناراض ہیں۔ اوبامہ کے اس عمل پر اسرائیلی وزیر اعظم نے سخت برہمی کا اظہار کیا جبکہ ٹرمپ ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں جس پر یہودیوں نے صدارتی انتخابات میں ٹرمپ کی مدد کی جس کے نتیجے میں انہیں کامیابی نصیب ہوئی ہے۔

ٹرمپ کو اس حقیقت کا بھی ادراک ہے کہ روسی صدر پیوٹن نے امریکی قیادت کو زچ کر دیا ہے جس کا توڑ حاصل کرنے کیلئے ٹرمپ نے سرد جنگ کی سفارتکاری کو رد کرتے ہوئے پیوٹن سے روابط قائم کئے ہیں تاکہ دنیا کو کثیرالجہتی نظام کی راہ پر لگایا جا سکے اور عالمی اقتصادی نظام (Globalization) کے خدوخال کو تبدیل کیا جا سکے۔

ٹرمپ نے امریکہ کو Trans Pacific Partnership - TPP سے الگ کر لیا ہے کیونکہ TPP کا مقصد چین کی بڑھتی ہوئی طاقت کر محدود کرنا ہے جبکہ ٹرمپ ایک مختلف عالمی نظام کے داعی ہیں جس کے خدوخال جلد نمایاں ہوں گے۔ ٹرمپ کے اس فیصلے سے بھارت کو سبکی اٹھانا پڑی ہے کیونکہ اس اتحاد میں بھارت کو مرکزی حیثیت حاصل تھی اور اسے اوبامہ کی Pivot Asia پالیسی کا اہم کردار تصور کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا سطور کے مطالعہ سے ٹرمپ کا صحیح نقطہ نظر سامنے آیا ہے جبکہ امریکی میڈیا کے تبصرے مبہم ہیں اور حقیقت پسندانہ دکھائی نہیں دیتے:

ہم میں سے اکثر ٹرمپ کے بارے میں یہ تشویش ہے کہ وہ امریکہ کا صدر بننے کے اہل نہیں

کیونکہ ان کا تحمل سے عاری رویہ صرف طعنہ زنی تک محدود نہیں رہے گا۔ بجائے اس کے کہ وہ امریکی عوام کے غم وغصے اور محرومی کے احساس کا مداوا کرتے وہ الٹا جلتی پر تیل ڈالنے کے مرتکب ہوں گے۔ایک متعصبانہ رجحان اور شوخ طبیعت کا حامل شخص اس وقت صدر ہے جس پر اندرونی طور پر کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی۔اس طرح اچھے نتائج کی توقع عبث ہوگی۔

ٹرمپ اپنی حیثیت کی حدود کا اندازہ کرنے میں ناکام ہوں گے اور رعب ڈالنے والے واعظ کی طرح حکومتی اختیارات استعمال کرتے ہوئے آئی آر ایس (IRS) ایف بی آئی (FBI) جیسی آئینی ایجنسیوں کے ذریعے اپنے ذاتی اہداف کو سلجھائیں گے۔اپنا راستہ اپنانے کیلئے وہ جو چاہیں گے کر گزریں گے۔یہی امر ان کی زندگی میں فیصلہ کن کردار کا حامل رہا ہے۔

ٹرمپ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ امریکی عوام میں ان کی مقبولیت قائم رہے۔امریکی انٹیلی جنس اداروں کو ماسکو کے حوالے سے تندوتیز سوالات کا سامنا ہوگا جن کے مضمرات کو محدود رکھنا ہوگا تا کہ ٹرمپ کے حوالے سے ملکی معاملات میں روسی مداخلت کا اشارہ عوامی نفسیات پر اثر انداز نہ ہو سکے۔

ٹرمپ صاف دل اور شوخ طبع شخصیت رکھتے ہیں جن پر اندرونی طور پر کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی۔یہی وہ رجحانات ہیں جو ان کی کامیابی کی ضمانت ہوں گے جبکہ ان کے پیشرو ناکام ہوئے تھے۔فیصلہ سازی کے عمل میں ٹرمپ باعزم ہیں اور انہیں ایک کل وقتی نیشنل سکیورٹی کونسل کی تائید بھی حاصل ہے۔وہ اپنی طاقت کو مثبت انداز سے استعمال کریں گے کیونکہ ریپبلکن پارٹی کو ایک چوتھائی صدی کے بعد کانگریس پر کنٹرول حاصل ہوا ہے جو ایک منفرد بات ہے۔ٹرمپ کو صحیح راستوں پر گامزن رکھنا اداروں کی ذمہ داری ہے۔اسی طرح ٹرمپ کے ذاتی فیصلہ سازی (Personalized decision making) کے عمل کی نگرانی بھی ممکن ہوگی۔

افغانستان میں قیام امن کی کنجی ٹرمپ کے ہاتھوں میں ہے۔امریکہ نے افغان مجاہدین کی بھرپور مدد کی جس سے روس کو پسپائی اختیار کرنا پڑی لیکن جنگ میں فتح یاب قوت یعنی مجاہدین کو شریک اقتدار کرنے کی بجائے انہیں انتہا پسند قرار دیا جس سے افغانستان میں خانہ جنگی کی ابتدا ہوئی جو آٹھ سال تک جاری رہی۔اس خانہ جنگی کی کوکھ سے طالبان نے جنم لیا جنھوں نے افغانستان پر اپنی عملداری قائم کی اور پھر 2001 میں امریکہ اور اسکے نیٹو اتحادیوں نے افغانستان پر چڑھائی کر دی لیکن ناکام رہے اور شکست سے دوچار ہوئے لیکن اب بھی اپنی شکست تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں اور چند ہزار فوجی افغانستان میں بٹھائے ہوئے ہیں، سازشیں ہو رہی ہیں یہ وہ تشویشناک صورت حال ہے جو ٹرمپ کو وراثت میں ملی ہے

لیکن جلد ہی اصل حقائق اور متبادل حقائق ٹرمپ پر عیاں ہو جائیں گے جس سے انہیں اس معاملے سے نپٹنے کا راستہ مل سکے گا۔

ٹرمپ نے اپنے رفقا کار کا انتخاب کر کے اپنے حکمرانی کے رجحان کی کافی حد تک وضاحت کر دی ہے، انکے ساتھیوں میں میڈ ڈاگ جنرل ماٹس (Mad-dog-General Matis) جیسے لوگ شامل ہیں جو یقینی طور پر کارکردگی دکھائیں گے۔ انہیں نرم رویہ اپنانا ہوگا کیونکہ ستاروں سے آراستہ امریکی سرزمین افغانستان اور عراق کے کشت و خون سے لبریز میدانوں سے بہت مختلف ہے۔ ٹرمپ تازہ دل و دماغ کیساتھ وائٹ ہاؤس میں داخل ہوئے ہیں وہ کسی مبہم ذہنیت کے اسیر نہیں ہیں جس کی وجہ سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو افغانستان اور عراق میں شرمناک شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اب ایک نئی صبح کا آغاز ممکن ہے کیونکہ وہ ایک ایسے صدر ہیں جو نہ صرف آزاد خیال اور شوخ طبیعت کے مالک ہیں بلکہ ان پر اندرونی طور پر کوئی روک ٹوک بھی نہیں ہے۔

موتمر المصنفین کی نئی کاوش

دارالعلوم حقانیہ اور ردِ قادیانیت

تحریک ختم نبوت 1953 سے 1974 اور 1986 تک مرحلہ وار تاریخ، اقتدار کے ایوانوں، قومی اسمبلی، سینٹ اور وفاقی مجلس شوریٰ میں دفاع ختم نبوت، ردقادیانیت کا فیصلہ کن معرکہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب و دیگر اساتذہ و مشائخ دارالعلوم حقانیہ کی سیاسی و آئینی جدوجہد، قومی اسمبلی وفاقی مجلس شوریٰ اور سینٹ میں طویل پارلیمانی جنگ، ملت اسلامیہ کا موقف، مولانا سمیع الحق کے سوالنامے کے جواب میں اقلیتی فیصلہ پر عالم اسلام کے جید علماء کرام کے تاثرات اور مستقبل کا لائحہ عمل، ماہنامہ 'الحق' اور قادیانیت کا تعاقب، منبر حقانیہ سے دفاع ختم نبوت اور ردقادیانیت سمیت درجنوں آئینی اور قانونی مباحث، پر مشتمل اپنی طرز کی منفرد کاوش...... ایک عہد کی تاریخ...... پہلی بار منظر عام پر آرہی ہے۔

(مرتبین)

مولانا انعام الرحمٰن شانگلوی / مولانا محمد اسرار مدنی

ناشر: موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب وروز

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات: دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس

۱۵ فروری ۲۰۱۷ء کو اسلام آباد میں دفاع کونسل کے زیر اہتمام آل پارٹیز کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، جس میں کونسل کے اہم ایجنڈے اور پاکستان میں موجودہ سیاسی و خارجی امور پر تفصیلی مشاورت کی گئی، کانفرنس میں تمام مذہبی اور اکثر سیاسی قائدین نے شرکت کی۔

رابطہ عالم اسلامی کی کانفرنس کے سلسلے میں حضرت مہتمم صاحب کی مکہ مکرمہ روانگی:

حضرت مہتمم صاحب بروز جمعہ ۱۷ مارچ ۲۰۱۷ء عالم اسلام کی نمائندہ تنظیم رابطہ عالم اسلامی کی سہ روزہ کانفرنس کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے۔ حضرت مہتمم صاحب نے عمرہ کی سعادت حاصل کی اور کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ اس موقع پر دنیا بھر سے آئے ہوئے علماء ومشائخ اور اہم سیاسی قائدین سے بھی تبادلہ خیال فرمایا اور ائمہ حرمین اور سعودی اعلیٰ حکام سے ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ اس سفر میں راقم اور مولانا احمد شاہ صاحب بھی حضرت والد صاحب کے ہمراہ تھے۔

مرکزی افغان مہاجرین کمیٹی کی مہتمم صاحب سے ملاقات

۲۶ فروری بروز اتوار کو افغان مہاجرین کے مرکزی کمیٹی کے ۲۵ رکنی وفد نے حضرت مہتمم صاحب سے دارالعلوم حقانیہ میں ملاقات کی اور افغان مہاجرین کے مسائل کے بارہ میں تفصیلی بریفنگ دی۔ وفد میں پاکستان میں جاری دہشت گردی کی بھرپور مذمت کی اور مہاجرین کے مسائل کو حل کرنے کے لئے آواز اٹھانے کا مطالبہ کیا۔

الیکٹرانک میڈیا کی حضرت مہتمم صاحب سے ملاقاتیں

۱۳ فروری کو مشرق ٹی وی کے پروگرام 'درون کوربہ' کی ٹیم نے روزنامہ مشرق کے مالک اور چیف ایڈیٹر ایاز بادشاہ کی قیادت میں دارالعلوم حقانیہ آ کر مولانا مدظلہ سے انٹرویو ریکارڈ کیا، جس میں ملک کے اہم مسائل پر بات چیت کی گئی۔ اسی طرح ۲۷ فروری کو نیو ٹی وی چینل نے مہتمم صاحب کا محترمہ عاصمہ چودھری نے